حسد و کینہ کی تباہ کاریاں

مولانا عبدالمبین نعمانی قادری

مع

تقریظ از مولانا عبدالمبین نعمانی قادری

مولانا عبدالمبین نعمانی

حسد و کینہ کی تباہ کاریاں

معاشرے کے بگاڑ کے اسباب میں ایک بہت بڑا سبب بغض وحسد بھی ہے۔۔حسد یہ ہے کہ کوئی کسی کی نعمت کے زوال اور بربادی کی تمنا کرے، ایسا حسد حرام ہے اور کسی کی نعمت یا دولت دیکھ کر یہ خواہش کرنا کہ میرے پاس بھی یہ نعمت ہو جاتی۔اس کو اردو میں رشک اور عربی میں ''غبطہ '' کہتے ہیں۔یہ دینی چیزوں میں جائز ہے اور دنیاوی چیزوں میں برا۔

حسد بہت بری بلا ہے، اسی سے بغض بھی پیدا ہوتا ہے، حسد کی ممانعت و مذمت قرآن پاک اور احادیث طیبہ میں بہت جگہ آئی ہے، حتی کہ حضور ﷺ کو قرآن میں حسد سے پناہ مانگنے کا حکم دیا گیا ہے، ارشاد باری ہے:

ومن شر حاسد اذا حسد؛ (فلق ۱۱۳/ ۵)۔(تم کہو میں پناہ مانگتا ہوں) حسد کرنے والے کے حسد سے جب وہ حسد کرے۔اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے: **ولا تتمنوا ما فضل اللہ بہ بعضکم علی بعض ، للرجال نصیب مما اکتسبوا، وللنساء نصیب مما اکتسبن ، وسئلوا اللہ من فضلہ، ان اللہ کان بکل شیء علیما،** (النسائ؛ ۴/ ۳۲)

اور اس کی آرزو نہ کرو جس سے اللہ نے تم میں ایک کو دوسرے پر بڑائی دی، مردوں کے لیے ان کی کمائی سے حصہ ہے، عورتوں کے لیے ان کی کمائی سے حصہ، اور اللہ سے اس کا فضل مانگو، بیشک اللہ سب کچھ جانتا ہے،(کنزالایمان)

حضرت صدرالافاضل مفسر مرادآبادی علیہ الرحمہ اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں: حسد نہایت بری صفت ہے، حسد والا دوسرے کو اچھے حال میں دیکھتا ہے تو اپنے لیے اس کی خواہش کرتا ہے، ساتھ میں یہ بھی چاہتا ہے کہ اس کا بھائی اس نعمت سے محروم ہو جائے یہ ممنوع ہے۔بندے کو چاہیے کہ اللہ کی تقدیر پر راضی رہے، اس نے جس بندے کو جو فضیلت (بڑائی) دی ہے خواہ دولت وغنا کی ، یا دینی مناصب ومدارج کی ، یہ اس کی حکمت ہے۔عورتیں زیادہ حسد کیا کرتی ہیں، اس لیے

آیت مذکورہ میں خاص طور سے یہ بات بیان کردی گئی ہے کہ ہر ایک کو اپنی اپنی جگہ رہنا چاہیے ،جس نے جو کمایا یا عمل کیا ہر ایک کو اپنے اپنے حصے پر قانع ہونا چاہیے، دوسرے کی نعمت یا دولت اور عہدے پر للچائی نظروں سے دیکھنا مناسب نہیں، بلکہ ہر ایک کو اللہ ہی سے اس کا فضل مانگنا چاہیے کہ وہی سب کو دیتا ہے اور کسی کو زیادہ دیا تو کسی کو کم ،اس میں اس کی مصلحت وحکمت پوشیدہ ہے اور اپنی حکمت کو وہی خوب جانتا ہے لہذا حسد کرنا بے کار و بے سود ہے۔

اب ذیل میں بعض وہ حدیثیں ذکر کی جاتی ہیں جو حسد کی مذمت میں وارد ہوئیں ہیں۔(۱) حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا! حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جس طرح آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے اور صدقہ خطا کو بجھاتا ہے جس طرح پانی آگ کو بجھاتا ہے اور نماز مومن کا نور ہے اور روزہ آگ (جہنم) سے ڈھال (بچاؤ) ہے۔ابوداؤد نے اسی کے مثل ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کی۔

(مشکوٰۃ:۴۲۸۔الترغیب والترہیب للمنذری ۳/ ۵۲۵،دارابن کثیر ۱۴۱۷ھ بیروت)

(۲)معاویہ بن حیدہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حسد ایمان کو ایسا بگاڑتا ہے جس طرح اِیلوا (مصبر) شہد کو بگاڑتا ہے۔(دیلمی مسند الفردوس، کنزالعمال، ۲/ ۱۰۶)یعنی حس کی وجہ سے آدمی ایسی حرکتوں پر آمادہ ہوجاتا ہے جو ایمان کو خراب کردیتی ہیں، یا بگاڑ دیتی ہیں، یا کمزوری پیدا کردیتی ہیں، کیوں کہ حاسد جب تک محسود کو نقصان نہیں پہنچا لیتا چین سے نہیں بیٹھتا، چاہے اس کے لیے کوئی بھی جتن کرنا پڑے، جیسا کہ تجربہ شاہد ہے۔

(۳) زبیر بن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگلی امتوں کی بیماری تمہاری طرف بھی آگئی وہ بیماری بغض وحسد ہے، جو مونڈنے والی ہے، وہ دین کو مونڈتی ہے، بالوں کو نہیں مونڈتی، قسم ہے اس کی جس کے دست قدرت میں محمد (ﷺ) کی جان ہے، جنت میں نہیں جاؤگے جب تک ایمان نہ لاؤ اور ایمان والے نہیں ہوگے جب تک آپس میں محبت نہ کرو، میں تمہیں ایسی چیز نہ بتادوں کہ تم اسے کروگے تو آپس میں محبت کرنے لگوگے،(وہ یہ ہے کہ) آپس میں سلام پھیلاؤ۔یعنی سلام سے محبت بڑھتی ہے اور حسد کا جذبہ ختم ہوتا ہے۔(امام احمد، ترمذی، مشکوٰۃ:۴۲۸)

(۴) حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حسد اور چغلی اور کہانت نہ مجھ سے ہیں ، نہ میں ان سے ہوں۔(طبرانی، بحوالہ، بہارشریعت، الترغیب والترہیب، ۳/ ۵۲۵، باب الحسد وسلامۃ الصدر)یعنی مسلمان کو ان چیزوں سے بالکل تعلق نہیں ہونا چاہیے۔(صدرالشریعہ)

WWW.NAFSEISLAM.COM

(۵) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آپس میں حسد نہ کرو، نہ بغض کرو، نہ پیٹھ پیچھے برائی کرو، یا نہ ایک دوسرے سے منھ پھیرو، اللہ کے بندے بھائی بھائی بن کر رہو۔ (صحیح بخاری شریف ۲/ ۶۹۸، مشکوٰۃ: ۴۲۷)

(۶) حضرت ضمرہ بن ثعلبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا: لوگ اس وقت تک خیریت اور اچھی حالت میں رہیں گے جب تک کہ ایک دوسرے پر حسد نہ کریں گے۔ (طبرانی، بحوالہ الترغیب للمنذری ۳/ ۸۹۶، مشکوٰۃ: ۴۲۷)

(۷) حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: **لایجتمع فی جوف عبد مومن غبار فی سبیل اللہ وفیح جھنم ولایجتمع فی جوف عبد الایمان والحسد۔**

کسی مؤمن کے پیٹ میں اللہ کے راستے کا غبار اور جہنم کی گرمی جمع نہیں ہوگی، کسی بندے کے دل میں ایمان اور حسد جمع نہیں ہوتے، (الترغیب والترہیب للمنذری ۳/ ۵۴۶، فتاویٰ رضویہ: ۹/ ۲۱، قسط اول) یعنی مؤمن صادق کے دل میں حسد کی گنجائش نہیں ہوتی، اور اگر کسی کے دل میں حسد ہو تو یہ اس کے ایمان کی کمزوری کی علامت ہے۔

(۸) حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، آپس میں ایک دوسرے سے بغض نہ رکھو اور حسد نہ کرو اور ایک دوسرے سے منہ نہ پھیرو، اللہ کے بندے ہوجاؤ آپس میں بھائی بھائی اور کسی مسلمان کے لیے یہ جائز نہیں کہ اپنے بھائی کو تین دن سے زیادہ چھوڑے رکھے۔ (صحیح بخاری شریف ۲/ ۸۹۶)

(۹) امام بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت اصمعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، فرمایا مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے، حاسد میری نعمت کا دشمن ہے، میری قضا (فیصلے) پر ناراض ہوتا ہے اور میں نے بندوں کو جو نعمت تقسیم کی ہے اس قسمت پر وہ راضی نہیں (تفسیر درمنثور ج ۶/ ۲۰ے) حاسد کی مذمت کے لیے یہ حدیث بہت کافی ہے، حسد کرنے والا صاحب ایمان ہے تو اس کو فوراً سچے دل سے توبہ کرکے اس کی نحوست سے نجات حاصل کرنی چاہیے ورنہ اس کا انجام بد اس کی آخرت کو تباہ کرکے چھوڑے گا۔

(۱۰) حضرت عبداللہ بن کعب اپنے والد کعب سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: بکریوں کے باڑے میں دو بھوکے بھیڑیوں کو بھیج دیا جائے تو وہ بھی فساد نہیں مچاتے جتنا کہ مال کی حرص اور حسد مسلمان کے دین میں تباہی مچاتے ہیں اور بیشک حسد نیکیوں کو کھا ڈالتا ہے جیسے آگ لکڑیوں کو۔ (الترغیب والترہیب للمنذری ۳/ ۵۴۸) یعنی جب مال کی غایت درجہ حرص ہوتی ہے اور کسی ایک بھائی کے ساتھ حسد پیدا ہوجاتا ہے پھر آدمی خلاف

دین کام پر آمادہ ہو جاتا ہے، اب اسے صرف مال جمع کرنے سے مطلب رہ جاتا ہے اور وہ حرص کی آگ بجھانے کی کوشش میں ہی لگا رہتا ہے جو بجھتی نہیں، یہاں تک کہ دین برباد ہو جاتا ہے ،مثلاً بھائیوں کا حقوق غصب کر ڈالتا ہے ،حرام طریقوں سے مال کمانے میں بھی دریغ نہیں کرتا یوں ہی جب اپنے کسی بھائی سے حسد پیدا ہو جاتا ہے تو وہ زوال نعمت کی فکر میں وہ وہ کام کر گزرتا ہے جس کی ایک صاحب ایمان سے توقع نہیں ہوا کرتی ہے کہ میرے بھائی کے پاس جو عہدہ ہے وہ ختم ہو جائے اور اس کے پاس جو مال ہے وہ برباد ہو جائے ،اس کی تجارت تباہ ہو جائے ، چاہے اس حرکت مذمومہ سے اس کو کچھ فائدہ ہو یا نہ ہو، اور ایسے ہی موقع پر آدمی یہ کفر بھی بک جاتا ہے کہ ہمیں حرام وحلال کی فکر نہیں گویا ایسا آدمی اپنی خواہش نفس کو خدا مان لیتا ہے ،اور پھر کفر کے گڑھے میں جا گرتا ہے -اللہ تعالیٰ اپنے امان میں رکھے اور حسد کے وبال سے بچائے -آمین

(۱۱) حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے: آپ نے فرمایا کہ مجھ سے سرکار دو عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا: اے بچے! اگر تجھ سے ہو سکے کہ اس حال میں صبح وشام کرے کہ تیرے دل میں کسی کے بارے میں دھوکا دھڑی یا حسد نہ ہو تو ایسا کر گزر- (ترمذی بحوالہ الترغیب ۳ / ۵۴۸) یعنی دھوکا اور حسد سے حتی الامکان بچنے کی کوشش کرنی چاہیے-

(۱۲) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم لوگ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے، تو آپ نے فرمایا، ابھی تمہارے پاس ایک جنتی آدمی آئے گا تو دیکھا کہ ایک شخص (جن کا نام سعد بن مالک انصاری تھا) تشریف لائے ،حالت یہ تھی کہ وضو کے پانی سے داڑھی تر تھی ، پانی ٹپک رہا تھا اور دونوں جوتوں کو بائیں ہاتھ میں لیے تھے، تین دن حضور نے ایسا ہی فرمایا :اور تینوں دن وہی شخص اسی حالت میں نکلے (ہم میں عبد اللہ بن عمر تھے)انہوں نے کہا میں ان کی رات کی عبادت دیکھوں گا، تین رات تک ان کی نگرانی کرتے رہے مگر معمولی ہی عبادت دیکھی جسے دیکھ کر ان کو تعجب ہوا، فرمایا: اے اللہ کے بندے! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تمہارے بارے میں سنا تھا کہ تم پر ایک جنتی آئے گا، حضور نے تین بار فرمایا اور تینوں بار آپ ہی آئے ،تو میں نے سوچا کہ میں آپ کے رات کے عمل اور عبادت کو دیکھوں پھر میں بھی اس پر عمل کروں (تا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے بھی جنتی فرما دیں) لیکن میں نے آپ کو کوئی بڑا عمل کرتے نہیں دیکھا، آخر اس مرتبے تک کس چیز نے پہنچایا؟ فرمایا: وہی تھوڑا عمل جو آپ نے دیکھا، پھر میں چلا تو راستے سے بلایا اور فرمایا وہی جو تم نے دیکھا اور مزید یہ کہ میں اپنے اندر کسی مسلمان سے کینہ نہیں رکھتا اور نہ کسی مسلمان پر اس کی نعمت کے سلسلے میں جو اللہ نے اسے عطا

کی ہے حسد کرتا ہوں، تو حضرت عبداللہ بن عمر نے فرمایا: یہی وہ چیز ہے جس نے آپ کو اس مرتبے تک پہنچایا- اس حدیث کو امام احمد نے بخاری و مسلم کی شرائط پر روایت کیا، اور امام نسائی نے اور ابو یعلی و بزار نے اس جنتی آدمی کا نام سعد بتایا ہے- (الترغیب ۳/ ۵۴۹ باب الترہیب من الحسد) یہ حدیث اور واقعہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ حسد اور کینے سے دوری آدمی کو جنتی بناتی ہے اور ان کا ارتکاب باعث ہلاکت ہے- اور یہ کہ حسد و کینے سے سینے کو پاک رکھنا بڑی بڑی عبادتوں پر بھاری ہے-

(۱۳) بیہقی کی روایت حضرت سالم بن عبداللہ سے ہے کہ حضرت سعد نے فرمایا: **آخذ مضجعی و لیس فی قلبی غمر علی احد**، میں اس حال میں بستر پکڑتا ہوں کہ میرے دل میں کسی کے بارے میں کینہ نہیں ہوتا (الترغیب ۳/ ۵۵۰) یہ وہی سعد ہیں جن کا واقعہ اوپر گزرا،،

(۱۴) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی، کہا، رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ یارسول اللہ! کون لوگ افضل ہیں؟ فرمایا: جن کے دل میں حسد، کینہ اور برائی نہ ہو اور ہر وہ شخص جو زبان کا سچا ہو، روایت کیا اس کو ابن ماجہ اور بیہقی نے (الترغیب ۳/ ۵۵۱) حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت کے ابدال جنت میں نماز، روزے اور صدقے کی کثرت کی وجہ سے نہیں جائیں گے ہاں! لیکن وہ اللہ کی رحمت، نفس کی سخاوت اور دل کی (کینے حسد وغیرہ) سے طہارت کی وجہ سے جنت میں جائیں گے- ابن ابی الدنیا نے اس حدیث کو مرسلاً روایت کیا (الترغیب ۳/ ۵۵۱) اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ابدال جو اولیاء اللہ میں ایک بلند مقام کے مالک ہوا کرتے ہیں وہ سخاوت، دل کے کینہ وغیرہ سے صفائی کے سبب اس مرتبے پر پہنچتے ہیں اور ان کی یہ خصلتیں بھی ان کے لیے جنت میں جانے کا سبب ہوں گی، جب کہ دخول جنت کی نعمت اصلاً رحمت خداوندی سے حاصل ہوگی-

(۱۶) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **ان المؤمن یغبط و المنافق یحسد** مومن رشک کرتا ہے اور منافق حسد کرتا ہے- (احیاء العلوم، ج: ۳ ص: ۲۳۴، دار صادر بیروت) اس سے معلوم ہوا کہ حسد منافق کی صفت ہے مومن کی نہیں- جو حسد کی بلا میں گرفتار ہیں وہ اس حدیث پاک کو بطور خاص دیکھیں اور سبق حاصل کریں-

(۱۷) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: دوشنبہ اور جمعرات کو جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور ہر اس شخص کی مغفرت کردی جاتی ہے جو اللہ کے ساتھ شریک نہیں ٹھہراتا، مگر اس شخص کو نہیں بخشا جاتا جو اپنے بھائی سے بغض و کینہ رکھتا ہو- تو کہا جاتا ہے

ان دونوں کو مہلت دو یہاں تک کہ یہ دونوں صلح کرلیں -امام مسلم نے اس کو روایت کیا -(مشکوٰۃ:۴۲۷)

اس حدیث کی روشنی میں کینہ پرور لوگ اپنا انجام معلوم کرلیں کہ رحمت خداوندی ان کی طرف متوجہ نہیں ہوتی جب کہ ہر مسلمان کو دوشنبہ اور جمعرات کو معافی دے دی جاتی ہے، لہذا اگر آپس میں کسی وجہ سے من مٹا ہوجائے اور کینہ پرورش پاجائے تو چاہیے کہ جلد سے جلد اس کا تدارک کرلیا جائے-اس سے کینے کی برائی اور مذمت بھی معلوم ہوتی ہے جس کے سبب دو مسلمان آپس میں بگاڑ کرلیتے ہیں اور ہر ایک دوسرے سے منہ موڑتا نظر آتا ہے اور اگر یہ سلسلہ تین روز تک چلتا رہا تو اس کی قباحت اور برائی میں مزید اضافہ ہوجاتا ہے جب کہ شریعت کی روشنی میں یہ ہرگز جائز نہیں-تین دن کی مہلت اس لیے دی گئی ہے کہ آدمی جب ایک جگہ رہتا سہتا ہے تو کبھی کبھی آپس میں کچھ ناچاقی کی صورت حال پیدا ہو ہی جاتی ہے، لیکن اس کا سلسلہ تین دن سے زیادہ ہرگز دراز نہیں ہونا چاہیے، اس سلسلے میں بھی حدیث پاک ملاحظہ ہو:

(۱۸) حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کسی مسلمان کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ دوسرے کسی مسلمان کے ساتھ تین دن سے زیادہ قطع تعلق کرے تو جب اس سے ملے اسے تین بار سلام کہے (یعنی اگر ایک بار میں جواب نہ ملے تو تین بار سلام کرے) تو اگر دوسرے نے ہر بار جواب نہ دیا تو وہ اس کا بھی گناہ لے کر لوٹے گا یعنی جس نے سلام کیا اس کا گناہ اس کے سر پر جائے گا جس نے جواب نہیں دیا اور اس سلام کرنے والے کو بے قصور سمجھا جائے گا ،اس کو ابوداؤد نے روایت کیا-(مشکوٰۃ ص۴۲۸)

(۱۹) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کسی مسلمان کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ اپنے بھائی کو تین دن سے زیادہ چھوڑے رکھے تو جس نے تین دن سے زیادہ قطع تعلق کیا پھر اسی حال میں مرگیا تو جہنم میں جائے گا-اس کو امام داؤد نے روایت کیا-(مشکوٰۃ،ص:۴۲۸)

یعنی یہ قطع تعلق جہنم میں لے جانے کا سبب بن جائے گا، حیرت ہے کہ اتنی سخت وعید کے باوجود بہت سے لوگ اپنی شان اونچی رکھنے کی غرض سے اپنے مسلمان بھائی بلکہ بسا اوقات اپنے سگے بھائی یہاں تک کہ بعض لوگ اپنے باپ سے قطع تعلق کرلیتے ہیں اور نہیں سمجھتے کہ کتنے بڑے گناہ میں مبتلا ہوتے ہیں، بلکہ یہاں تک کہہ دیتے ہیں میں فلاں سے مرتے دم تک نہ بولوں گا ،ایسے لوگوں کو اپنی عاقبت کی فکر کرنی چاہیے-

WWW.NAFSEISLAM.COM

(۲۰) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک روایت اس طرح بھی آئی ہے، رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی مومن کے لیے حلال نہیں کہ کسی مومن کو تین دن سے زیادہ چھوڑے رکھے، پھر اگر اسی حالت میں تین دن گزر جائے تو ہر ایک کو چاہیے کہ دوسرے سے ملاقات کرے اور اس کو سلام کہے، پھر اگر اس نے سلام کا جواب دے دیا تو دونوں اجر میں برابر کے شریک ہو جائیں گے (یعنی دونوں کے سر سے قطع تعلق کا گناہ اتر جائے گا) اور اگر اس نے جواب نہ دیا (سلام کرنے والے کو) تو وہ گناہ کے ساتھ لوٹا اور سلام کہنے والا قطع تعلق کے گناہ سے نکل گیا۔ (مشکوٰۃ: ۴۲۸)

اس حدیث پاک میں خاص طور سے حکم دیا گیا ہے کہ تین دن گزر جائیں تو ضرور جا کر ایک دوسرے کو سلام کر کے تعلقات استوار کر لے اور اس سلسلے میں اگر دونوں متفق ہو گئے تو دونوں ہی گناہ سے بری ہو جائیں گے ورنہ جو نہ ملے گا وہ خود تو گنہ گار ہوگا ہی دوسرے کا گناہ بھی اسی کے سر جائے گا۔ اب اس سلسلے کی ایک اور حدیث پیش کی جاتی ہے جس میں سال بھر قطع تعلق کی سخت برائی بیان کی گئی ہے۔

(۲۱) ابوخراش سلمی (یا اسلمی) رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: جو اپنے بھائی کو ایک سال تک چھوڑے دے تو یہ اس کے خون بہانے یعنی قتل کی طرح ہے۔ روایت کیا اس کو ابوداؤد نے۔ (مشکوٰۃ ۴۲۸، باب: **ماینھی عنہ عن التھاجر**)

جو لوگ سالہا سال اپنے کسی بھائی سے تعلق منقطع کر لیتے ہیں وہ اس حدیث پاک سے نصیحت حاصل کریں کہ ایک سال تک قطع تعلق کا وبال قتل کی طرح ہے، اس سے اسلام کے اس نظریے کا بھی پتہ چلتا ہے کہ اسلام مسلمانوں کو آپس میں متحد رہنے کا حکم دیتا ہے اور انتشار وافتراق کو پسند نہیں کرتا۔

حسد کسی کے اندر ہو برا ہے، علما کے اندر ہو تو اور برا ہے کہ یہ علم دین کے ہوتے ہوئے اس مہلک مرض سے نہ بچ سکے، اس باب میں بھی ایک حدیث آئی ہے کہ رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

(۲۲) **ستة يدخلون النار البتة العرب بالعصبية والامراء بالجور والدهاقين بالكبر والتجار بالخيانة واهل الرساتيق بالجهل والعلماء بالحسد،،** (منہاج العابدین للغزالی ص: ۱۴، مجلس برکات مبارک پور)

چھ قسم کے لوگ چھ باتوں سے جہنم میں جائیں گے

(۱) عرب تعصب کی وجہ سے
(۲) امرا (احکام) ظلم کی وجہ سے
(۳) اور گاؤں کے چودھری لوگ تکبر کی وجہ سے
(۴) اور تاجر خیانت کی وجہ سے
(۵) اور دیہاتی جہالت کی وجہ سے
(۶) اور علما حسد کی وجہ سے

(۲۳) حسد ایک ایسی قبیح بیماری ہے کہ حضور اقدس محسن عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو جن چیزوں کا خوف تھا ان میں ایک حسد بھی ہے، چنانچہ فرماتے ہیں **اخوف ما اخاف علی امتی ان یکثر فیھم المال فیتحاسدون ویقتتلون**۔ مجھے اپنی امت پر سب سے زیادہ اس بات کا خوف ہے کہ ان میں مال کی کثرت ہوجائے گی پھر وہ ایک دوسرے سے حسد کریں گے اور ایک دوسرے سے جنگ کریں گے۔ (احیاء العلوم: ۲، ۲۳۲)

(۲۴) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **استعینو علیٰ انجاح حوائجکم بالکتمان فان کل ذی نعمۃ محسود**، اپنی حاجتوں کو پورا کرنے میں چھپانے کے ذریعہ مدد حاصل کرو یعنی چھپا کر کام نکال لیا کرو اس لیے کہ ہر نعمت والا حسد کا شکار ہوتا ہے۔
(احیاء العلوم: ۲ / ۲۳۲)

(۲۵) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کچھ لوگ اللہ کی نعمتوں کے دشمن ہوتے ہیں عرض کیا گیا وہ کون لوگ ہیں؟ خوش حالوں پر حسد کرنے والے (تنبیہ الغافلین)

حسد کے بیس نقصانات:

حسد کے نقصانات بے شمار ہیں دینی بھی دنیاوی بھی، ذیل میں چند کا ذکر کیا جاتا ہے

(۱) حاسد اللہ و رسول کا نافرمان ہوتا ہے۔
(۲) حاسد کے دل میں کامل ایمان باقی نہیں رہتا۔
(۳) حاسد کی نیکیاں حسد کی وجہ سے بے اثر ہوجاتی ہیں۔
(۴) حاسد دوستی اور صحبت کے لائق نہیں رہتا۔
(۵) حاسد مصائب کو دعوت دیتا ہے اور نعمتوں کو اپنے سے دور کرتا ہے۔
(۶) حسد کفار کی عادت ہے، جیسا کہ قرآن میں ہے: **حسدا من انفسھم**۔
(۷) حاسد سے قرآن میں پناہ مانگنے کا حکم آیا ہے، یعنی اس سے دور رہنے کی دعا قرآن میں وارد ہے۔

(۸) حسد سے عداوت پیدا ہوتی ہے۔

(۹) حسد آپس میں پھوٹ اور جدائی کا سبب ہے۔

(۱۰) حسد اتحاد کا دشمن ہے۔

(۱۱) حسد قرابت داری کو ختم کرنے والا ہے۔

(۱۲) حسد سے حقوق انسانی کی پامالی ہوتی ہے۔

(۱۳) حسد والا آدمی اختلاج قلب کا شکار ہو جاتا ہے، جو اس کی موت کا سبب بنتا ہے۔

(۱۴) حاسد حسد کی آگ میں جلنے کی وجہ سے دنیا کے کاروبار میں بھی پیچھے ہو جاتا ہے۔

(۱۵) حاسد اپنی عاقبت بھی برباد کرتا ہے اور دنیا بھی ،یعنی **خسر الدنیا و الآخرۃ** کا مصداق ہوتا ہے۔

(۱۶) حاسد ہمیشہ رنج وغم میں مبتلا رہتا ہے جس سے اس کو سوائے نقصان کے فائدہ نہیں۔

(۱۷) ہر چیز کا کچھ نہ کچھ فائدہ ہوتا ہے، حسد میں کچھ فائدہ نہیں۔

(۱۸) حسد سے شیطان خوش ہوتا ہے اور خدا ناراض۔

(۱۹) حسد ناشکری ہے اور ناشکری عذاب الٰہی کو دعوت دیتی ہے، جیسا کہ قرآن میں آیا ہے: **لئن کفرتم ان عذابی لشدید**،

(۲۰) حسد کی وجہ سے حاسد کفر کے قریب ہو جاتا ہے، ابلیس کی مثال سامنے ہے کہ اس نے حضرت آدم علیہ السلام کی عظمت برداشت نہ کی اور کفر کر بیٹھا۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

ترک حسد کے فوائد و اثرات:

(۱) حسد سے بچنے والا ہدایت یافتہ ہوتا ہے۔

(۲) حسد سے دوری دخول جنت کا سبب ہے۔

(۳) حسد سے پرہیز کرنا باعث نجات و فلاح ہے۔

(۴) حسد سے دور رہنے والا مخلوق میں مقبول ہوتا ہے۔

(۵) حسد سے اجتناب کرنا قرب خداوندی کا ذریعہ ہے۔

اقوال سلف

(۱) حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: بری خصلتوں میں حسد سے بڑھ کر کوئی خصلت نہیں، اور فرمایا ہر آدمی کو تو میں راضی کر سکتا ہوں، مگر جو کسی نعمت پر حسد کرنے والا ہو تو اس کو کوئی راضی نہیں کر سکتا، کیوں کہ حاسد محض زوال نعمت سے راضی ہوتا ہے۔ اسی لیے کہا گیا ہے:

کل العداوۃ قد ترجی اماتتھا — الا عداوۃ من عاداک من حسد

ترجمہ: ہر دشمنی کا علاج ہے، مگر وہ دشمنی لاعلاج ہے جو کسی حاسد کے اندر حسد کی وجہ سے پیدا ہو۔

(۲) حضرت وہب بن منبہ فرماتے ہیں: حاسد کی تین نشانیاں ہیں:

(۱) جب سامنے آتا ہے تو چاپلوسی کرتا ہے

(۲) پیٹھ پیچھے غیبت کرتا ہے

(۳) اور جب دوسرے پر مصیبت آتی ہے تو خوش ہوتا ہے۔ (منہاج العابدین ص:۱۴۱)

حضرت ابن سماک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: میں نے کسی ظالم کو مظلوم سے حاسد کے مقابلے میں زیادہ مشابہت والا نہیں پایا، ہمیشہ وہ افسردہ (غم زدہ) اور پریشان خیال اور ہر وقت غم میں مبتلا رہتا ہے۔ (منہاج العابدین، ایضا)

(۴) ابن المعز نے کہا: حاسد کا غصہ ایک بے گناہ شخص پر ہوتا ہے، اور جس نعمت کا وہ مالک نہیں اس کے بارے میں بخیل ہوتا ہے (یعنی بخیل وہ ہے جو اپنی دولت نہ خرچ کرے، یہاں دوسرے کی نعمت کے بارے میں اس کی خواہش ہوتی ہے کہ وہ فلاں کو نہ ملے) اور حاسد ایسی چیز کا طالب ہوتا ہے جو اس کو ملنے والی نہیں۔

(۵) حضرت ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: میں نے دنیا کے باب میں کسی پر حسد نہیں کیا ہے، کیوں کہ اگر کوئی اہل بہشت سے ہے تو اس نعمت کے مقابلے میں جو اس کو جنت میں ملے گی دنیا بالکل حقیر ہے اور اگر وہ اہل دوزخ سے ہے تو جس وقت وہ آگ میں جلے گا دنیا کی نعمت سے اس کو کیا فائدہ ہوگا۔ (احیاء العلوم، امام غزالی) یعنی دنیا کی دولت اس کو عذاب نار سے نہیں بچا سکتی۔

(۶) کسی نے حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے پوچھا، کیا مومن حسد کرتا ہے؟ آپ نے جواب دیا: تم حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیٹوں کو بھول گئے۔ یعنی مومن بھی اگر حسد کرے تو تعجب نہ کرو لیکن اس کا انجام ذلت ہوتا ہے جیسا حضرت یوسف علیہ السلام کے مقابلے میں ان کے بھائیوں کا ہوا کہ بالآخر سب ان کے سامنے جھکے اور شرمندہ ہوئے، ہاں اگر دل میں آنے کے بعد زبان اور ہاتھ کو کام میں نہ لائے تو اس کا حسد اس کو نقصان نہیں پہنچا پاتا۔ (کیمیائے سعادت)

اور حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ ہی فرماتے ہیں: اے آدمی! تم اپنے بھائی سے حسد کیوں کرتے ہو؟ اللہ تعالیٰ نے اسے جو کچھ عطا فرمایا ہے اگر یہ اس کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے اعزاز ہے تو جس کو اللہ نے عزت بخشی ہے اس پر تم کو حسد کرنے کا کیا حق؟ اور اگر کسی دوسری وجہ سے (یعنی آزمائش کے لیے) عطا کیا ہے تو جس کو جہنم میں جانا ہے اس سے حسد کا کوئی معنی

نہیں۔ (احیاء العلوم، امام غزالی)

(۷) حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں: جو کوئی موت کو بہت زیادہ یاد کرے گا، وہ نہ تو خوش ہوگا اور نہ کسی دوسرے پر حسد کرے گا۔ (کیمیائے سعادت)

(۸) حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: (۱) ہمیشہ خاموش رہا کر پرہیز گاری حاصل کرے گا۔

(۲) دنیا پر مت للچا کہ اس سے قوی الحافظہ ہو جائے گا۔

(۳) اور طعنہ زن مت بن، تا کہ لوگوں کی زبان سے [illegible]ظ رہے۔

(۴) حاسد مت بن، تا کہ تیری فہم میں تیزی آئے۔ (ایضا)

(۹) حضرت حاتم اصم نے فرمایا:

(۱) کینہ پرور آدمی دین دار نہیں ہوتا۔

(۲) اور عیب لگانے والا عبادت گزار نہیں ہوسکتا۔

(۳) چغل خو[illegible]ظ نہیں رہتا۔

(۴) اور حسد کرنے والا نصرت خداوندی سے محروم رہتا ہے۔ (ایضا)

(۱۰) علما نے حسد کو فواحش (بے حیائی کے کاموں) میں شمار کیا ہے، قرآن میں آیا ہے:

لاتقربوا الفواحش ماظهر منها ومابطن۔ (الانعام: ۶/ ۱۵۱)

اور بے حیائیوں کے قریب مت جاؤ جو ان میں سے کھلی ہوئی ہیں اور جو چھپی۔ تو چھپی ہوئی حسد ہے۔

(۱۱) سلف صالحین نے فرمایا: سب سے پہلی غلطی انسانوں میں حسد کی پیدا ہوئی اور پھر اس کے نتیجے میں ہابیل کا قتل ہوا۔

(۱۲) سب سے پہلے حسد شیطان نے کیا، چنانچہ حسد ہی کی وجہ سے حضرت آدم کو سجدہ نہیں کیا، باوجودیکہ اللہ تعالی نے سجدہ کا حکم دیا تھا، اس سے معلوم ہوا کہ حسد حکم الہی پر بندے کو عمل کرنے سے روک دیتا ہے۔ اور نافرمان بنا دیتا ہے۔

ایک شاعر کا قول ہے۔

اصبر علی کید الحسو دفان صبرک قاتله

کالنار تاکل نفسها ان لم تجدماتاکله

ترجمہ: حاسد کے حیلہ و مکر پر صبر کر، اس لیے کہ تیرا صبر کرنا ہی اس کا قاتل ہے، بالکل ایسے ہی کہ آگ خود کو کھاتی اور ختم کرتی رہتی ہے اگر اس کو کوئی ایسی چیز نہ ملے جسے وہ کھائے: یہی حال

Nafse Islam WWW.NAFSEISLAM.COM

حاسد کا ہے کہ وہ محسود کا کچھ بگاڑ نہیں پاتا ہے بلکہ اپنا ہی نقصان کرتا ہے اور حسد کی آگ میں جلتا اور گھلتا رہتا ہے۔

اس مضمون کو حضرت شیخ سعدی نے ایک جگہ گلستاں میں بھی تحریر فرمایا ہے کہ حاسد کے پیچھے نہ پڑو، اس کو کوئی سزا مت دو کہ وہ تو خود ہی اپنی حسد کی آگ میں جل رہا ہے، یہی سزا کیا اس کو کم ہے؟

اور ایک شاعر نے حسد کے بارے میں کہا ہے:

یاحاسداًلی علی نعمتی أتدری علی من أسأت الادب

أسأت علی اللہ فی حکمہ ﷻ لانک لم ترض لی ماوھب

فاخزاک ربی بان زاد نی وسد علیک وجوہ الطلب

ترجمہ: (۱) اے میرے حاسد جو میری اللہ کی دی ہوئی نعمت پر حسد کرنے والا ہے، کیا تو جانتا ہے کہ کس کے ساتھ تو برائی کی ہے۔

(۲) تو نے اللہ کے فیصلے میں اس کے ساتھ برائی کا ارتکاب کیا ہے، اس لیے کہ اس نے مجھے جو عطا فرمایا ہے تو اس سے راضی نہیں۔

(۳) تو میرے رب نے تجھے یوں رسوا کیا کہ اس نے مجھے مزید نعمتوں سے نواز دیا اور تیرے اوپر اس نے طلب کے دروازوں ہی کو بند کر دیا۔

کیوں کہ حاسد وہ نہیں جو خود نعمت کا طالب ہو بلکہ اس کو تو محض زوال نعمت غیر کی فکر ہوتی ہے۔

اور ابوالحسن تہامی شاعر نے کیا پتے کی بات کہی ہے:

انی لارحم حاسدی من حرّما ضمنت صدورھم من الاوغار

نظرواصنیع اللہ بی فعیونھم فی جنۃوقلوبھم فی النار

ترجمہ: (۱) میں اپنے حاسد پر ضرور ترس کھاتا ہوں اس وجہ سے کہ ان کے دل خود کینے کی آگ میں جل رہے ہیں۔

(۲) اللہ نے میرے ساتھ جو مہربانی کی ہے اس کو تو وہ دیکھتے ہیں، گویا کہ ان کی آنکھیں جنت کا نظارہ کر رہی ہیں، مگر ان کے دل حسد کی وجہ سے جہنم کی آگ میں جل رہے ہیں (حاشیہ الترغیب والترہیب)

یعنی وہ اللہ کی دی ہوئی نعمت کو نظریں اٹھا اٹھا کر دیکھتے ہیں، جو کہ جنت کے مثل ہے لیکن اس سے خوش ہونے کے بجائے اندر اندر کڑھتے ہیں، یہ کڑھنا گویا اللہ کی نعمت سے کڑھنا ہے اور

جہنم کی آگ میں جلنا ہے، اور حاسد کا انجام بھی جہنم ہی ہے۔

حاسد کی سزائیں

حضرت فقیہ ابو الیث سمرقندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

حسد تمام برائیوں سے زیادہ مہلک ہے، کیوں کہ محسود پر اس کا اثر ہونے سے پہلے ہی حاسد اس کی وجہ سے پانچ سزاؤں میں مبتلا ہوتا ہے

(۱) حسد کی وجہ سے حاسد کو ایسی مصیبت سے دو چار ہونا پڑتا ہے جس پر اسے کوئی اجر نہیں ملتا ۔

(۲) حسد کی وجہ سے حاسد ایک مسلسل (اور بے فائدہ) غم میں مبتلا رہتا ہے، جب کہ دوسرے مصائب اور غم پر اجر و ثواب کا وعدہ ہے۔

(۳) حاسد کی ہر طرف مذمت ہی ہوتی ہے، تعریف کوئی نہیں کرتا۔

(۴) حاسد سے خدا ناراض ہوتا ہے،

(۵) حاسد پر توفیق خیر کا دروازہ بند ہو جاتا ہے۔ (تنبیہ الغافلین)

اس لیے اس کو ہر وقت برائی ہی سوجھتی ہے، نیکیوں کی طرف توجہ نہیں ہوتی، اور اگر کبھی توجہ ہوئی بھی تو نیکیوں میں اس کا جی نہیں لگتا۔

حضرت احنف بن قیس فرماتے ہیں:

(۱) حاسد کو کبھی راحت نہیں ہوتی، وہ ہر وقت حسد کی آگ میں جلتا ہے۔

(۲) بخیل کے اندر وفاداری نہیں ہوتی۔

(۳) تنگ دل کا کوئی دوست نہیں ہوتا۔

(۴) جھوٹے میں مروت نہیں ہوتی۔

(۵) خائن قابل اعتماد نہیں ہوتا۔

(۶) بد اخلاق کے اندر محبت نہیں ہوتی۔

حسد سے بچنے کی تدابیر

حضور رسول پاک صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا: تین چیزوں میں اکثر لوگ مبتلا ہیں، (۱) بدگمانی (۲) حسد (۳) بدفالی۔ کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ! ان تینوں کے شر سے بچنے کی کیا تدابیر ہے؟ فرمایا:

(۱) کسی سے اپنا حسد ظاہر نہ کر اور محسود کی برائی نہ کر۔

(۲) کسی مسلمان کی طرف سے بدگمانی ہو تو اس کو صحیح نہ جان، جب تک مشاہدہ نہ کر لے۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

(۳) کہیں جاتے ہوئے راستے میں کیڑا یا کوا وغیرہ نظر آئے، یا تیرا کوئی عضو پھڑکے تو اس کی طرف دھیان نہ دے اور گزر جا (ان سے بدفالی نہ لے) اس طرح تو ان کے شر سے محفوظ ہو جائے گا۔ (تنبیہ الغافلین)

حسد سے بچنے کی آسان تدبیر یہ بھی ہے کہ جس کو اپنے سے بڑا دیکھے اور دل میں حسد کی چنگاری سلگنا شروع ہو تو فوراً یہ سوچ لے کہ جو کچھ منصب اور دولت ہے سب اللہ ہی کی دی ہوئی نعمت ہے، اس پر اعتراض کرنا اور اس کے زوال کی خواہش کرنا گویا اللہ سے مقابلہ کرنا ہے، اس کی نعمت سے کڑھنا ہے اور اس کی دی ہوئی نعمت کے زوال کی خواہش کرنا ہے، جو پرلے سرے کی نادانی اور خالص شیطانی سوچ ہے، تو ان شاء اللہ جلد حسد کی آگ بجھ جائے گی اور اس کے عظیم نقصان سے بچ جائے گا۔

حسد کے بارے میں بندگان خدا کے اقوال اور ان کا طرز عمل

آدمی اگر پاک باطن اور صاف دل ہو تو وہ کسی کی نعمت پر حسد نہیں کرتا، جیسا کہ صوفیہ کرام کہ وہ کسی مسلمان سے حسد نہیں کرتے بلکہ الٹے حسد کرنے والوں کے ساتھ خیر خواہی سے پیش آتے ہیں، ہمیں ان پاکان امت سے درس لینا چاہیے، ان کے نقش قدم پہ چلنے کی کوشش کرنی چاہیے کہ یہی لوگ اللہ کی بارگاہ میں مقبول ہوتے ہیں اور عند الناس ان کی قدر و عظمت دلوں پر چھائی رہتی ہے، دنیا کے غموں سے بے پرواہ ہوتے ہیں اور یہی گروہ آخرت میں بھی بے فکر ہوگا جیسا کہ رب عز وجل کا ارشاد ہے۔ **الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون** ۔ (یونس: ۱۰/ ۶۲) سن لو! بے شک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے اور نہ کچھ غم۔ (کنز الایمان)

لہذا ایسے پاکیزہ نفوس کی پیروی کرنا، ان کی زندگی کو مشعل راہ بنانا ہی کامیابی کی ضمانت ہے کیوں کہ یہ لوگ جو کچھ کرتے اور کہتے ہیں خالص اللہ کے لیے کرتے ہیں، اس لیے ان کی باتوں میں اثر انگیزی بھی خوب ہوتی ہے۔

ذیل میں حسد اور کینے سے متعلق صوفیہ عظام کے ارشادات و واقعات پیش کیے جاتے ہیں۔ جن کا مطالعہ حسد کی آگ بجھانے اور دلوں کے زنگ دور کرنے کے لیے بہت کافی ہے۔

(۱) حضرت احنف بن قیس رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے: کسی حاسد کو آرام نصیب نہیں ہوتا اور نہ کسی بداخلاق کو سیادت ملتی ہے۔ کیوں کہ حاسد کی عادت میں جلنا ہے اور جلنے والے کو آرام کیسے ملے گا اور بداخلاق آدمی سے لوگ دور بھاگتے ہیں لہذا وہ لوگوں کی قیادت و سیادت ہرگز نہیں کر سکتا اور اگر اسے سیادت کا منصب مل بھی جائے تو بدخلقی کے ساتھ وہ اپنی ذمہ داری نبھا ہی نہیں سکتا۔

(۲) حضرت فرقد سبخی رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:-
حسد ترک کرنے کا علاج زہد (دنیا سے بے رغبتی) اختیار کرنا ہے اور جس کو دنیا مرغوب ہو تو اس کو حسد لازم ہے، یعنی پھر وہ حسد سے نہیں بچ سکتا-

(۳) حضرت سفیان ثوری فرماتے تھے:
حسد سے سوچنے سمجھنے کی صلاحیت ختم ہو جاتی ہے ، جو فہم وفراست میں خوبی پیدا کرنا چاہتا ہے وہ کسی پر حسد نہیں کرتا، اور میں بعض اوقات نئے کپڑے اس لیے نہیں پہنتا کہ میرے پڑوسی یا کسی دوسرے کے دل میں حسد نہ پیدا ہو-

(۴) حضرت یحیی بن معاذ رحمۃ اللہ تعالی فرماتے تھے-
محسود کے پاس جو نعمت ہے اس کی وجہ سے وہ اس شخص یعنی حاسد سے بہتر ہے جس کے پاس نعمت نہیں جس پر حسد کیا جائے تو اس کو چاہیے کہ اللہ کی اس نعمت پر شکر ادا کرے اور حاسد کو معذور سمجھے-

(۵) حضرت وہب بن منبہ رحمۃ اللہ تعالی فرماتے ہیں:
حسد سے بچو یہ پہلا گناہ ہے جس کے ذریعہ آسمان میں اللہ کی نافرمانی کی گئی، (یعنی شیطان نے حسد کی وجہ سے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ نہیں کیا) اور یہی وہ پہلا گناہ ہے جس کے ذریعہ زمین پر اللہ کی نافرمانی کی گئی- (یعنی ہابیل کا قتل)

(۶) حضرت میمون بن مہران رحمۃ اللہ تعالی فرماتے تھے:
اگر تم چاہتے ہو کہ اس شخص کے شر سے بچ جاؤ جو تم سے حسد کرتا ہے تو اپنے کاموں کو اس سے پوشیدہ رکھو-

(۷) حضرت محمد بن سیرین (تابعی) رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے: میں نے کسی شخص سے اس کی دنیا یا دین کی وجہ سے کبھی حسد نہیں کیا اور یہ اللہ کا مجھ پر بہت بڑا احسان ہے-

(۸) حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے:
قرائ (یعنی علما) کی شہادت دوسرے لوگوں کے خلاف جائز قرار دیتا ہوں لیکن ان کی آپس میں شہادت جائز نہیں قرار دیتا ہوں کیوں کہ یہ لوگ آپس میں حسد کرنے والے ہوتے ہیں، اور ایسا ہی حضرت مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی فرمایا کرتے تھے-

(۹) حضرت ابن سماک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرمایا کرتے تھے:
حاسد کی علامت میں سے ایک علامت یہ ہے کہ وہ لالچ کی وجہ سے تم سے قریب ہو گا اور اس کی بری طبیعت اسے تم سے دور کر دے گی، (یعنی جب اس کی طمع پوری نہ ہو گی تو دور ہو جائے

گا)اور لوگوں میں سب سے زیادہ حسد کرنے والے قریبی لوگ اور پڑوسی ہوا کرتے ہیں ،کیوں کہ وہ اس کی نعمت کو دیکھتے ہیں جس کی وجہ سے حسد کرتے ہیں، بخلاف دور والوں کے، کہ ان کو دیکھنے کا موقع ہی نہیں ملتا۔

(۱۰)اسی وجہ سے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالی عنہ نے حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ تعالی عنہ کولکھا کہ قرابت داروں کو کہو کہ وہ (دور رہ کر) ملاقات کرجایا کریں، لیکن پڑوسی نہ بنیں (کہ اس کی وجہ سے قرابت داری میں فرق آجائے گا)(تنبیہ المغترین للامام الشعرانی ص ۱۵۸-۱۵۹، برکات رضا پور بندر)

اولیا اللہ اور صوفیہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم کے اخلاق کریمانہ سے یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ یہ حضرات اپنے دشمنوں اور حاسدوں کی بھی تعریف وتوصیف میں لگے رہتے ہیں اور ہمیشہ ان کا ذکر بھلائی سے کرتے ہیں۔

اب ذیل میں اس قسم کے بعض واقعات بھی ملاحظہ کرتے چلیں۔

(۱) حضرت عمرو بن عاص اور خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے درمیان کچھ بات تھی ،لوگوں نے ایک دن حضرت خالد کے پاس عمرو کا تذکرہ کیا تو انہوں نے حضرت عمرو کی تعریف کی اور ان کی خوبی بیان کی ،تو آپ سے کہا گیا کہ وہ تو آپ کو پسند نہیں کرتے ،تو حضرت خالد نے ارشاد فرمایا: ہمارے اور ان کے درمیان جو بات ہے وہ دین تک نہیں پہنچی ہے۔(یعنی ہمارا اور ان کا اختلاف کسی دین کی معاملے میں نہیں ہے کہ ہم اس کا لحاظ کریں)

(۲) حضرت امام عبد الوھاب شعرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (متوفی ۹۷۳ھ) مصنف تنبیہ المغترین فرماتے ہیں:

الحمد للہ میں اس وصف سے متصف ہوں یعنی ان فقرا اور علما کے مناقب بیان کرتا ہوں، اور جو مجھ سے دشمنی رکھتے اور حسد کرتے ہیں حظ نفس کے لیے میں ان میں کسی سے دشمنی نہیں کرتا کیوں کہ میں ان کو دیکھتا ہوں، اپنے کو نہیں دیکھتا۔(تنبیہ المغترین: ۲۵۲ مطبوعہ مرکز برکات رضا پور بندر، گجرات)

○○○

یہ مضمون الاحسان , الہ آباد شمارہ نمبر 2 سے لیا گیا ہے

تقریظ از مولانا عبدالمبین نعمانی قادری

یہ تقریظ کتاب " وقت ہزار نعمت" سے لی گئ ہے
جو مولانا افروز قادری چڑیا کوٹی کی تالیف ہے

حرفِ تقریظ

مفکرِ اسلام مصلح اُمت حضرت علامہ مولانا محمد عبدالمبین نعمانی قادری- مدظلہ العالی-

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ، نحمدہ ونصلی ونسلم

علی حبیبہ الکریم وآلہ و صحبہ اجمعین

عارف غازی پوری فرماتے ہیں۔

کارِ امروز بہ فردا مگزارائے آسی ☆ آج ہی چاہیے اَندیشہ فردا دِل میں

اور مرد سیالکوٹی نے بھی کیا خوب بات کہی ہے۔

وہ قوم نہیں لائق ہنگامہ فردا ☆ جس قوم کی تقدیر میں اِمروز نہیں ہے

مذکورہ بالا دونوں شعر پڑھیں اور غور کریں کہ اِن اَشعار میں کتنے پتے کی باتیں کہی گئی ہیں۔ یہاں کی زندگی میں جو محنت کرلیتا ہے وہی آخرت میں کامیاب ہوتا ہے اور خود دنیا کی زندگی میں بھی۔ جو آج کام کرلے گا کل اُس کا فائدہ اُٹھائے گا۔ مثل مشہور ہے: 'آج کا کام کل پر نہ ٹال' کیوں کہ اگر آج کوئی کام کرسکتا ہے نہ کیا کل پر ٹال دیا تو گویا آج کا اتنا وقت ضائع کیا اور کل جب کہ دوسرا کام کرسکتا تھا اس کو چھوڑ کر گزشتہ کل کا کام پورا کیا۔ اس طرح آدمی آگے نہیں پیچھے ہوتا جاتا ہے؛ لہٰذا جو وقت مل جائے اس کو غنیمت جانے اور کل جو کرنا ہے اس کی آج ہی فکر کرڈالے۔ حدیث پاک میں بھی اس کی طرح اِشارہ آیا ہے :

اغتنم خمسا قبل خمسٍ: شبابک قبل ہرمک، وصحتک قبل سقمک، و غناک قبل فقرک، و فراغک قبل شغلک، و

حیاتک قبل موتک . (۱)

یعنی پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے پہلے غنیمت سمجھو: جوانی کو بڑھاپے سے پہلے، صحت کو بیماری سے پہلے، خوشحالی کو بدحالی سے پہلے، فرصت کو مشغولیت سے پہلے اور زندگی کو موت سے پہلے۔

اور بخاری شریف کی ایک مختصر حدیث موقوف اس طرح ہے: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں :

اِذا امسیتَ فلا تنتظِر الصَّباح واِذا اَصبحتَ فَلا تنتظر المسَاء وخُذ من صحتِکَ لمرَضک و من حیاتک لموتک .(۲)

جب تو شام کرے تو صبح کا انتظار مت کر اور جب صبح کر لے تو شام کا انتظار نہ کر، اپنی صحت سے اپنے مرض کے لیے لے اور اپنی حیات سے موت کے لیے۔

یعنی صحت کے ایام میں نیکیاں کر لے تاکہ ان کی برکت مرض میں کام آئے اور اپنی دنیا کی زندگی میں وہ کر لے جو تیری موت کے بعد کام آئے، اور صبح وشام جو ہو سکے کر لے دوسرے وقت کا انتظار مت کر، کیا معلوم صبح کے بعد شام ہو گی یا نہیں، اور شام ہو گئی تو صبح کا کچھ ٹھکانا نہیں۔

اِس سے معلوم ہوا کہ زندگی اور اُس کے لمحات بڑے انمول ہیں۔ بڑھاپے کے بعد ہی جوانی کی قدر ہوتی ہے، اور بیماری کے بعد ہی صحت وتندرستی کی قیمت معلوم ہوتی ہے۔ یوں ہی آخرت میں اگر اَعمالِ صالحہ کا ذخیرہ نہ رہا تو حسرت وافسوس کے سوا کچھ ہاتھ آنے والا نہیں؛ لہٰذا ہمیں چاہیے کہ اِس حیاتِ مستعار کی قدر و قیمت پہچانیں۔ یہی وہ زندگی

---

(۱) مستدرک حاکم:۴/۳۴۱ حدیث: ۷۸۴۶...... مشکوٰۃ المصابیح: ۳/۱۲۲ حدیث: ۵۱۷۴...... شعب الایمان بیہقی: ۷/۲۶۳ حدیث: ۱۰۲۴۸۔

(۲) بخاری شریف: ۲/۹۴۹ کتاب الرقاق...... صحیح ابن حبان: ۳/۳۹۱ حدیث: ۶۹۹...... شعب الایمان بیہقی: ۲۱/۱۹۹ حدیث: ۹۸۷۸۔

ہے جس کے بارے میں قیامت کے دن سوال ہوگا جیسا کہ حدیث پاک میں آیا :

عن ابن مسعود عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال :لا تزولُ قدما ابنِ آدم یوم القِیامۃِ حتی یُسأل عن خمس: عن عمرِہِ فِیما أفناہ، وعن شبابِہِ فِیما أبلاہ، وعن مالِہِ مِن أین اکتسبہ وفِیما أنفقہ، و ماذا عمِل فِیما علِم .-رواہ الترمذی وقال: ھٰذا حدیث غریب-(۱)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن آدمی کے دونوں پاؤں اس وقت تک اپنی جگہ سے نہ ٹلیں گے جب تک ان سے پانچ باتوں کا سوال نہ ہولے گا :
۱:اس کی عمر کے بارے میں کہ اسے کہاں کھپایا؟، ۲:اس کے شباب یعنی جوانی کے بارے میں کہ اس کو کس چیز میں گلایا؟، ۳،۴:اس کے مال کے بارے میں کہ کہاں سے اسے حاصل کیا اور کہاں خرچ کیا؟، ۵:اور جو کچھ علم حاصل کیا اس پر کہاں تک عمل کیا؟۔

اِس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ عمر کا ایک ایک لمحہ خدا کی اَمانت ہے، اگر ہم نے اسے ضائع کردیا اور لایعنی کاموں میں گزاردیا تو اس کا قیامت میں سوال ہوگا۔ لمحے لمحے کے بارے میں باز پرس ہوگی؛ لہٰذا اِس حدیث پاک میں بہت بڑا درسِ عبرت ہے ان لوگوں کے لیے جو اپنی زندگی کو لایعنی کاموں اور فضول باتوں میں گزاردیتے ہیں اور آخرت کی ذرا بھی فکر نہیں کرتے؛ اسی لیے ایک حدیث پاک میں فرمایا گیا کہ آدمی صحیح اور کامل مومن اُس وقت تک نہیں ہوتا جب تک کہ بے کار کاموں کو ترک نہ کردے، ملاحظہ ہو :

عن علیِ بن حسین قال : قال رسول اللّٰہِ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہِ

(۱) سنن ترمذی:۹/۲۶۷ حدیث:۲۶۰۱......شعب الایمان:۴/۳۰۳ حدیث:۱۷۳۸......معجم کبیر طبرانی: ۱۴/۴۶۰ حدیث:۱۶۵۳۲......مشکوٰۃ المصابیح:۳/۱۲۶ حدیث:۵۱۹۷۔

وسلم : مِن حسنِ اِسلامِ المرءِ ترکه ما لا یَعنِیهِ . (۱)

حضرت علی بن حسین یعنی امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: آدمی اچھا مسلمان اُس وقت ہوتا ہے جب وہ لایعنی اور فضول باتوں کو چھوڑ دے۔

یعنی زندگی کو بامعنی اور صحیح کاموں میں لگائے، بے کار اور فضول کاموں سے اپنے کو بچائے، یہی ایک مومن کی شان ہے۔ اس حدیث پاک میں اس بات کی بڑی تاکید ہے کہ آدمی کو فضول باتوں سے بچنا ہی چاہیے، اور یہ کہ فضولیات میں اپنے کو مشغول کرنا ایمان کو خراب کرنا ہے۔ وہ لوگ جو فضول کاموں اور بے کار باتوں میں اپنی زندگی کے قیمتی لمحات ضائع کر دیتے ہیں وہ اس حدیث پاک سے سبق لیں، فضول اور بے کار کھیل کود میں اپنے اوقات کو گنوانا بھی اسی حدیث کی بنا پر منع ہے۔

کامیاب اور انقلاب آفریں شخصیات کا جب ہم جائزہ لیتے ہیں تو ان کی زندگیاں اسی حدیث کا مصداق نظر آتی ہیں۔ ماضی قریب کی شخصیات میں سیدنا امام احمد رضا محقق بریلوی -قدس سرہ العزیز- کو دیکھتے ہیں کہ انھوں نے اپنی زندگی کا ایک ایک لمحہ علم کے حصول اور تعلیم و تبلیغ میں گزار دیا جبھی تو ایک ہزار کے قریب کتب و رسائل اور حواشی و تعلیقات آپ کے قلم حقیقت رقم سے وجود میں آئے۔

کم سونا کم کھانا، اِفتاو تصنیف اور اِرشاد و تعلیم کے کاموں میں لگا رہنا آپ کا محبوب مشغلہ تھا۔ یوں ہی آپ کے شاہزادہ گرامی مفتی اعظم ہند حضرت علامہ شاہ محمد مصطفےٰ رضا

---

(۱) سنن ترمذی: ۹/ ۹۸ حدیث: ۲۳۸۸ ...... سنن ابن ماجہ: ۱۲/ ۱۲۱ حدیث: ۳۱۱۱ ...... مسند احمد بن حنبل: ۴/ ۲۷۶ حدیث: ۱۷۵۸ ...... مصنف عبد الرزاق: ۱۱/ ۳۰۸ حدیث: ۲۰۶۱۷ ...... معجم کبیر طبرانی: ۳/ ۲۰۹ حدیث: ۲۸۱۷ ...... شعب الایمان بیہقی: ۱۰/ ۴۸۳ حدیث: ۴۷۷۷ ...... صحیح ابن حبان: ۱/ ۴۵۰ حدیث: ۲۲۹ ...... مسند شہاب قضاعی: ۱/ ۳۰۵ حدیث: ۱۸۲ ...... موطا امام مالک: ۵/ ۳۱۰ حدیث: ۱۶۳۸ ...... مسند ابن الجعد: ۴۲۸ حدیث: ۲۹۲۵ ...... اتحاف الخیرة المہرة بزوائد المسانید العشرة: ۶/ ۲۴ ...... مشکوٰة المصابیح: ۳/ ۴۹ حدیث: ۴۸۳۹۔

نوری-قدس سرہ- نے بھی اپنی زندگی کے اوقات کو دینی کاموں کے لیے وقف کر رکھا تھا۔ فتاویٰ کے ساتھ اِرشاد و تبلیغ کا جو کارنامہ آپ نے انجام دیا ہے اس کی مثال مشکل سے ملے گی۔ یہ بات مشاہدے میں آئی ہے کہ آپ رات کو بہت کم سوتے، بسا اوقات خدمت خلق میں ساری ساری رات جاگ کر گزار دیتے۔آپ نے رات دن کے بیشتر اوقات فتویٰ نویسی، خدمت خلق اور تبلیغ و ہدایت میں صرف فرمایا۔

ماضی قریب کی ایک عظیم اور انقلاب آفریں شخصیت کا نام ہے جلالۃ العلم استاذ العلما حافظ ملت مولانا شاہ حافظ عبد العزیز محدث مراد آبادی -بانی الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور- جن کی زندگی کی ایک ایک ساعت خدمت دین اور خدمت خلق کے لیے وقف تھی۔ تحفظ اوقات میں آپ نہایت درجہ مستعد تھے۔ دینی اِجلاس میں جاتے تو اول فرصت میں واپسی کی پوری پوری کوشش فرماتے، اور دار العلوم آتے ہی فوراً درس میں لگ جاتے، ایک منٹ کی تاخیر نہیں فرماتے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کے درس میں بہت برکت تھی جو کہیں اور دیکھنے میں نہیں آتی۔

آپ دینی جلسوں میں برابر شرکت کرتے؛ لیکن اس کے باوجود درس کی مقدار کم نہیں ہونے دیتے۔ بخاری شریف کی دونوں جلدیں بالاستیعاب ختم کراتے۔آخر سال میں اگر وقت کم پڑتا تو مقررہ اُوقات کے علاوہ صبح یا شام بھی درس دیتے؛ حتیٰ کہ جس دن وصال ہوا اُس دن بھی بخاری شریف کا درس دیا۔

جب الجامعۃ الاشرفیہ کی بنیاد پڑی تو آپ کا لمحہ لمحہ بہت زیادہ مصروف ہو گیا تھا حتیٰ کہ بیماری اور کمزوری کی حالت میں بھی جامعہ کے تعمیری فنڈ کی فراہمی میں بھرپور توجہ دیتے رہے۔ اَسّی سال کا بڑھاپا، پھر اس پر بیماری اور نقاہت؛ لیکن عمر کے اس آخری حصے میں بھی آپ نے آرام کا نام تک نہیں لیا۔

ایک بار فرمایا: ’وقت کم ہے اور کام زیادہ‘ اس لیے آپ کوئی لمحہ ضائع نہیں ہونے

دیتے۔ خالی وقتوں میں قرآن پاک کی تلاوت کرتے یا ذکر میں مشغول رہتے۔ ایک مرتبہ بیماری کے عالم میں بعض عقیدت مندوں نے عرض کیا: حضرت! اب کچھ آرام فرمالیں اور کچھ دنوں کے لیے سفر ترک کردیں؛ تاکہ طبیعت بحال ہوجائے، تو فرمایا :

’جب دین کے کاموں کے لیے میں نکلتا ہوں تو مجھ کو آرام ملتا ہے‘۔

اوراسی طرح کی گزارش کے جواب میں ایک بار فرمایا :

’زمین کے اوپر کام زمین کے نیچے آرام‘۔

بہت سے لوگ بے کار اَوقات ضائع کرتے ہیں اور نہیں سمجھتے کہ کتنی قیمتی زندگی برباد کررہے ہیں، ایسے لوگوں کو تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا :

’زندگی نام ہے کام کا اور بے کاری موت ہے‘۔

خود تجربہ کر کے وقت ضائع کرنے کے بھی حضور حافظ ملت خلاف تھے، وہ چاہتے تھے کہ جس معاملے میں تجربہ ہوچکا ہو اس میں تجربہ کاروں کے تجربے سے فائدہ اُٹھایا جائے اور اپنا وقت بچا کر دوسرے مفید کاموں میں لگایا جائے، اس سلسلے میں آپ کا اِرشاد ہے :

’’عقل مند وہ ہے جو دوسروں کے تجربے سے فائدہ اُٹھائے خود تجربہ کرنا عمر ضائع کرنا ہے‘‘۔

وقت کی اہمیت اور تضییع اوقات کی مذمت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

’’تضییع اوقات سب سے بڑی محرومی ہے‘‘۔

’’وقت بہت قیمتی چیز ہے اور وقت کو ضائع کرنا بہت بڑی بے وقوفی ہے‘‘۔

’’آرام طلبی زندگی کی بربادی ہے‘‘۔

’’آدمی کام کے لیے پیدا کیا گیا ہے جو بے کار رہے وہ مردوں سے بدتر ہے‘‘۔

’’زمین کے اوپر کام زمین کے نیچے آرام‘‘۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کے یہ وہ اَقوال ہیں جن کا لفظ لفظ دعوتِ فکر دیتا ہے اور ان میں سے ہر ایک قول حرزِ جاں بنانے کے قابل ہے، اور ان پر عمل کامیابی وکامرانی کی ضمانت۔

حضور حافظ ملت صرف قول کے دھنی نہ تھے بلکہ آپ جو فرماتے اس پر عمل بھی کرتے؛ چنانچہ اسی کا نتیجہ تھا کہ حافظ ملت ایک انقلاب آفریں اور کامیاب زندگی کے مالک بن کر اور اپنے ایک ایک قول وعمل سے درسِ عمل دیتے ہوئے اس دنیا سے رخصت ہوئے اور آج بھی آپ کا کام اور نام ہمارے لیے مشعل راہ ہے۔ خاص طور سے 'تحفظ اوقات' کے سلسلے میں آپ کا طرزِ عمل اور آپ کے اَقوالِ زرّیں اوقات کی قدر وقیمت کو سمجھنے میں بڑے معاون ہیں۔

آدمی وقت کو کام میں نہیں لاتا اور سمجھتا ہے کہ وقت اس کے انتظار میں ٹھہرا رہے گا اور یہ جب چاہے گا اس کو استعمال کر لے گا؛ حالاں کہ ایسا ہرگز نہیں۔ وقت کی سوئی آگے ہی بڑھتی جاتی ہے اور زندگی بھی اس کے ساتھ ساتھ سمٹتی اور پگھلتی رہتی ہے جو اس بات کو اچھی طرح محسوس کرتا ہے وہ خوابِ غفلت سے بیدار ہو کر اپنی زندگی کو برباد ہونے سے بچا لیتا ہے، اور جو نہیں سمجھتا وہ تباہی وناکامی کے گڑھے میں جا گرتا ہے؛ کیوں کہ وقت گزرنے کے بعد پھر واپس نہیں ہوتا اور نہ ہی زندگی کے گزرے لمحات دوبارہ واپس ملتے ہیں، اسی حقیقت کو اِن دو شعروں میں بڑی خوبی سے بیان کیا گیا ہے۔

وقت کی سعیِ مسلسل کارگر ہوتی گئی
زندگی لحظہ بہ لحظہ مختصر ہوتی گئی (مجاز)

سدا عیش' دوراں دکھاتا نہیں
گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں (میر حسن)

آخری مصرع تو زبان زدِ خواص وعوام اور بالکل حقیقت پر مبنی ہے۔ کاش! ہم اسے مطمح نظر رکھتے، عیش کوشیوں اور آرام طلبیوں کے خول سے باہر آکر اپنی زندگی کے کارواں کو صحیح سمت' سفر کرنے پر مجبور کرتے اور کل کے دن پچھتانے اور کف اَفسوس ملنے سے بچ جاتے۔

زیرِنظر کتاب ''وقت ہزار نعمت'' اپنے موضوع پر ایک گراں قدر تحفہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ مصنف نے اس کتاب کی ترتیب وتدوین میں بھرپور مطالعے سے کام لیا ہے۔ یہ آیات واَحادیث اور اَقوالِ محدثین و بزرگانِ دین سے پوری طرح مزین ومرصع ہے۔ اس کا مطالعہ بڑے دور رَس نتائج کا حامل ہے۔

تمام اہل علم خصوصاً اَساتذہ وطلبہ اور عام مسلمانوں کے لیے یہ کتاب باعث عبرت ہے۔ اس کو پڑھنے کے بعد ایک عقل مند آدمی اپنے اَوقات کو کام میں لانے پر مجبور ہو جاتا ہے اور تضییع اَوقات کی لعنت سے بھی بچ جاتا ہے۔

ضرورت ہے کہ اس کتاب کو عام کیا جائے؛ خصوصاً طلبہ مدارسِ اسلامیہ کو اس کا مطالعہ لازمی قرار دیا جائے۔ مولائے کریم عزوجل اسے مقبول عام وخاص بنائے اور مصنف کے لیے توشہ آخرت کرے۔

و ما توفیقی اِلا باللّٰہ علیہ توکلت و اِلیہ اُنیب. وصلی اللّٰہ تعالیٰ وسلم علی خیر خلقہٖ سیدنا ومولانا محمد وآلہ وصحبہ اجمعین .

محمد عبدالمبین نعمانی قادری

المجمع الاسلامی، ملت نگر، مبارکپور، اعظم گڑھ

۴رمحرم الحرام ۱۴۳۲ھ/ ۱۱ر دسمبر ۲۰۱۰ء، شنبہ